ترانۂ بلبل
حصہ اول

ترانۂ بلبل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہروا

تجھ بن لاگا بزار۔ بزار میرے پیارے تجھ بن لاگا بزار

اس بازار میں کیا کیا بکت ہیں ۔ لیموں۔ نارنگی۔ انار ۔ انار مرے پیاری۔ تجھ بن لاگا بزار
اس بازار میں کیا کیا بکت ہیں ۔ طبلہ۔ سارنگی۔ ستار ۔ ستار مرے پیاری تجھ بن لاگا بزار
پتیل بھی مارے پاڑے بھی مارے ۔ خوب لگایا تشکار ۔ تشکار مرے پیاری تجھ بن لاگا بزار
بیلا بھی بویا چمیلی بھی بوئی ۔ اور بویا سنگھار ۔ سنگھار مرے پیاری تجھ بن لاگا بزار
صورت کو تری دیکھ کے ہر دم ۔ آتا ہی جانی پیار ۔ پیار مرے پیاری تجھ بن لاگا بزار

کہروا

گنگی کا میلا دکھائے لاؤ بلما ۔ سرجو کے درشن کرائے لاؤ بلما
لہنگا نہ پہناب چھریا نہ اوڑھب ۔ چھوٹا سا سایہ سلائے لاؤ بلما

چھوکا مال اب ہم جیوں نہ جیوں
لندن مال جائے کی صاحب آلی

ہوٹل ما کھانا کھلائے لاؤ بلیا
چھوٹی سی بگھی کسائے لاؤ بلیا

رنڈیا کی پیاری پیاری بتیاں
بتیاں پڑوں موئے سنائے لاؤ بلیا

لاونی

میری بالی عمر نادان ہوا رنگ دونا ۞ پیتم میرا پردیس نگر ہے سونا ۞ کوئلیا سا دل پر لگیا چھ
آتی ۞ میں کسکی بغل میں سوؤں سیج نہیں بھاتی ۞ کھل رہی کلی سی جوبن کچھ کھلاتی ۞ عاشق
نے دلکو دیا را ہونت چھونا ۞ میری بالی عمر سمجھ کل نہیں مجھکو صبح و شام ہے بہنا ۞ میرا یار
جوبن پیا نہ لاسکے گونا ۞ پردہ میں رکھکر بھول گئی جینا ۞ کیا کروں پھولوں کا ہار پہنوں گلے

میری بالی عمر نادان ہوا رنگ دونا

ٹھمری

نا ٹوٹے دودھ کے دانت عمر کیسے کٹے بالی ۞ نا ٹوٹے۔ انترا۔ ایک تو تھی میں بالی ما
دریئے پڑی پیا پیاری ۞ تجے سوہے نکاسے نکا سوچے گو دخالی ۞ انبہ پکے
کرایئے سیجے بہار رس بھر لائے ہرے۔ پیا ٹوٹا ڈالی ٹوٹا ڈالی ٹوٹی ڈالی کہاں گیا مالی

ٹھمری

سیاں نہ ستاؤ تورے پیاں پڑوں۔ سیاں نہ ستاؤ

انترا۔ سنکر دھت جاؤ سانوری
لاج کی ماری میں آپ مروں
سیاں نہ ستا

انترا۔ برج کی سکھی سب نرکھت ناڑیں
ساس نند سے میں دھک ڈروں
سیاں نہ ستا

انترا۔ دیکھو نظیر سنت نہیں موہن
بس نا چلت مورا کا رے کروں
سیاں نہ ستا

ٹھمری

دودھ پیچن میں نہ جاؤنگی
ڈگر چلت موسے کرت رار

انترا۔ کر جورت رہی پیّاں پرت رہی۔ اکیو نانی برجوری۔ کر موری مُٹکی دینی ٹار۔ دو دھ چین لپٹ جھپٹ مورے ماتھے سے سنگ توڑی سگری چون نزوری۔ منہ پیا سی میں تو

گئی رہی ہار ۔ دو بیچن میں نہ جاؤں گی

داورا

چلے جاؤ یار میں نہیں بولتی ۔ محرم سے پیا محرم ناہیں ۔ بندا انکھیاں کیسے میں نہیں کھولتی ۔ چلو اتنی کہیو جائے اختر پیا سے ۔ سکھیوں کے دفتر میں نہیں کھولتی ۔ چلے جاؤ یار میں نہیں بولتی ۔

بھجن

سُن مورکھ من سمجھانا
ماتا پتنا اور کٹم کبیلہ
کوئی نہ تیرے سنگ چلے گا
ماٹی اوڑھونا ماٹی بچھونا
کا ہو کو اچھا پہنے اوڑھے
نینن کھول اب سمجھ را
ہر ہر کرتا بن بن پھرنا

نت ہر سے دھیان لگانا
دیکھ نہو دیوانہ
جب ہو گا جانا
ماٹی کا سرہانا ۔ سُن مورکھ
کبھی نہ من للچانا ۔ سُن مورکھ
دیکھ سب جگ ہے جیکانا ۔ سُن
کچھ نہ من میں لانا ۔ سُن

ٹھمری

کاہے نہ آئے بدیسی مورے ۔ بدیسی مورے بدیسی مورے کاہے ۔ کاری رین گرج رہے بدرا ۔ سوت گھر چھائے بدیسی مورے کاہے ۔ کاہے کہوں دُکھ اپن سکھی ری ۔ مورا جیا گھبرائے بدیسی مورے ۔ ظلم پیا توری جیت مال میں نے ۔

بہت دکھ پائے بدیسی مورے

ٹھمری

پیا پیارے ہمارا مانو کہانا ۔ نہیں ایک دن جیسے مورا جیا ۔ پیا پیارے

دکھلا کے چھب پیاری پیاری ۔ تیں نے مورا من چھین لیا ۔ پیا پیارے
سانچی بتاؤ تو او مورے پالم ۔ کونے کری میں نے تورے کہنا ۔ پیا پیارے
غضب پیا اب صورت دکھاؤ ۔ من ہی مورا اب تو ہیں لگا ۔ پیا پیارے

کھروا

میرا دل تو دیوانہ تیرے لئے ۔ میرا دل تو دیوانہ تیرے لیے

بال بال میں موتی پروتی ۔ میرا بالا ساجنا تیرے لیے میرا
سونے کی تھلیا میں بھوجن پروسہ ۔ میرا کھانا کھلانا تیرے لیے میرا
سونے کا گڑوا گنگا جل پانی ۔ میرا پانی پلانا تیرے لیے میرا
چن چن کلیاں سیج بچھائیں ۔ میرا سیجوں پہ سونا تیرے لیے میرا

ملار برساتی

اب تو خبر لے میری موسم برسات ہے

مہندی اور چنری کا رنگ پیا تیرے دم کی ننگ ۔ میرے تو دل کی امنگ مولا تیری ہاتھ ہے
میرے تو جہدے کی ڈور شاہی تیری ہاتھ ہے ۔ اب تو خبر لے میری موسم برسات ہے
کہوے منور پیا دیکھنے چاہے جیا ۔ جگ میں تو برسات ہو اللہ میری سات ہے

ٹھمری

آ بو آ بو نگریا ہماری رے

اہل وفا کو بھول گئے تم کس خیال میں ۔ کیا تم بھی پھنس گئے کسی گیسو کے جال میں

بیتی جائے عمریا ہماری رے

آج مجنوں کو جو صحرا میں کہیں دیکھا تھا ۔ وحشت غربت میں وہ رو رو کے یہی کہتا تھا

کیوں نہ لینی خبریا ہماری رے

شمع نے آگ رکھی سر پہ قسم کھانے کو ۔ بخدا میں نے جلایا نہیں پروانے کو

۱

بالی بھولی عمریا ہماری رے

اہل شب وصال میں جھنجلا کے وہ بولے — بیتی جاتی عمریا ہماری رے

آؤ آ پونگریا ہماری رے

بتوں کی یاد میں کلمہ کلام بھول گئے — نماز یاد رہی اور سلام بھول گئے

دو جے سوتی پڑی ہے سیجریا ہماری رے

ملوں تو کیسے ملوں دو جنوں کی کیں میں ہوں — ابھی تو نام خدا چودھویں برس میں ہوں

دو جے چھوٹی سیجریا ہماری رے

آتی ہی نہیں ہے نیند بار بتاؤں کروٹیں — جب سے دیکھی صورتیاں تمہاری رے

بیتی جائے عمریا ہماری رے

بھجن تلاونہ

کوٹھی اوپر چور نندی دہیری بولوری

کوٹھے اوپر کوٹھری جامیں گھڑی ستار — بچھوا گڈوی پاچھن رے جھنک ہو مروا پار

نندی دہیری بولوجی

کوٹھے اوپر میں کٹھری رے میری انکھیاں اٹھائی — دانہ پھینک بلائے لوں بور چور سیر اچلائے

نندی دہیری بولوجی

کوٹھے اوپر پیڑ لگا ہو وامیں نکلی کھجور — چور چوری کرنی پڑے ٹوٹ گئی کھجور

نندی دہیری بولوجی

اونچا پیڑ کھجور کا والے چڑھ ہونہ اترا جائی — چڑھوں تو جاکی رن اور گردن تو چکنا چور

نندیا دہیری بولوجی

مال میرو سب ھرکے چالو بیچ تراب شاہ ملی بیٹھ — سب مل کہتو بتاؤ بیچ نگر من چور

نندی دہیری بولوجی

کری کونے بیدردی سے ٭ چولی سگری تم مسکائی موری بیاں بدیسی لیں مروڑ دارے
علم پیا دینا کا پی ہے اک تو سے بے دوجے عمریا موری باری ٭ کری کونے

دادرہ بھیرویں دہن کافی

پیا اب تک نہ آئے اسے ری سکھی
ڈگر بہت اون شیام سندر کی
کیسے من سمجھاؤں رے سجنی
چھپا ناہیں کون گھر چھپائے
علم پیا کے نیہہ مان انو

موہے روت روت بھور بھئی - پیا اب
موری سگری عمریا بیت گئی - پیا اب تک
یہہ تو مانت ناہیں موری کہی - پیا اب تک
کونے کہا میں نے ایسی کری - پیا اب تک
پہ گت موری ہوتے گئی - پیا اب تک

دادرہ بھیرویں

گلے لگ جاؤ اب ناہیں رات رہی
لاکھ کہے پیا ایکو نہ مانے
اون بیدردی نے اپنی کہو کیسو
بھور ہوت جب اوٹھ گئے بالم
علم پیا بن اسے ری سجنی

ساری رین تو جات رہی - گلے لگ جاؤ
وہ ہوئے گی جو بات رہی ساری رین
میں بہت انہیں سمجھات رہی - ساری رین
نیچ سب میں دو ماتھ رہی - ساری رین
تڑپت میں ساری رات رہی - ساری رین

بسنت

جائے کہو کوؤ موہے بلم سوں
پرسوں کو پیا آون کہہ گئے
آئی بسنت مان پھر ساجن
پھری واکے ملن ہو نہ پاؤں
رنگ چمن کے پھولے پیا کلیاں
علم کی [illegible] موہے سگری

تم رسیلے ملن کا کب تک ترسوں ٭ جائے کہو
بیت گئی [illegible] پرسوں ٭ جائے کہو
واری جاؤں [illegible] سوں ٭ جائے کہو
لاوے شیام کو [illegible] گھر سوں ٭ جائے کہو
انیہ میں موہے [illegible] سوں ٭ جائے کہو
[illegible] سوں ٭ جائے کہو

ٹھمری

گلی میں جنبوا بانگے جنبوا مانگے
ایک تو لنگوا اُنکا پھرا تلنگوا اُنکا پھرا
ایک تو ہیں پھولوں سے ہلکی ہیں پھولوں سی ہلکی
ایک تو ہیں بارہ برس کی - ہیں بارہ برس کی

ٹوپی والا میرا یار گلی میں جنبوا مانگے
دوسرے کھڑا جمعدار گلی میں جنبوا مانگے
دوسرے ہوں لچک دار گلی میں جنبوا مانگے
دو جیے ہیں سیاں پروہیں گلی میں جنبوا مانگے

قوالی

اب کے تو بلما ہم کو پہنا دو سہانی چوریاں رے

تم بن اور کہوں نا کسی سے سوچ لو بلما اپنے ہی جی سے
نئی عمر موری بالا جوبنوا اور پہیں کاری چوریاں رے

لاکھ جتن کر ایک ہو نما توں موسے پڑنگی لالی چوریاں رے
تم رسے ساتھ سن جوگ لگایو تم رسے ہاتھ بن مول بکایو

مائی باپ نے ارے مورے داتا موری تم ہی سے مانی چوریاں رے
نتھ بیسر ٹیکہ سب گہنا یہ تو ہے قسمت سے لہنا

سدا سہاگ کی ارے مورے داتا موری رہیں نشانی چوریاں رے
کروں سلام بہن بیچ آنگن ساس کہے بہو ڈھنڈی سہاگن

خوش ہو میری مندر نیا دیکھ جھٹانی چوریاں رے
تمسے بھاگ سہاگ ہے میرا تمسے نگین بن مانگھ ہے میرا

تمسے مال و گمان ہے میرا ارے موری تم ہی سے جانی چوریاں رے
دبتو ایک ڈھری کی چوری پہینا تو ایک ایک لاکھ کو پوری

پیا منور ہو گل بنیاں پہن سہانی چوریاں رے
اب کے تو بلما ہم کو پہنا دو سہانی چوریاں رے

ادھا ۱

ترچھی نجریا دکھلائے جاؤ جنیاں — ترچھی نجریا دکھائے جاؤ جنیاں

انترا۔ ان نینن کے مارے مرت ہوں — دلپر کٹریا لگائے جاؤ جنیاں۔ ترچھی

انترا۔ تن میں مورے آگ لگی ہے — ایسی لگی کو بجھائے جاؤ جنیاں۔ ترچھی

ترچھی نجریا دکھائے جاؤ جنیاں

کھروا

دریا ناں یہ جیا تاں نہیں ملتا — کہیں اوسکا ٹھکانہ نہیں ملتا

چھنیاں لگائے بیتے بتیان — میری آنکھوں کا تارا نہیں ملتا

ملہی ڈھونڈا مدینہ بھی ڈھونڈا — کہیں ہمکو اکیلا نہیں ملتا

لوگ کہیں دیوانہ دیوانہ — کہیں ہمکو دیوانہ نہیں ملتا

متھرا بن ڈھونڈھی بندرابن ڈھونڈھی — کہیں پاس بلانا نہیں ملتا

جمنا کی اونچی نیچو اکیلی میں ڈولوں — کہیں اوسکا پتہ بھی نہیں ملتا

ٹھمری

مالن تونے پھولوں کی نبیہ ہٹائے دی رہی ۔ مالن تونے پھولوں کی نبیہ ہٹائے دی رہی

اس بگیچہ میں مور امن لاگے بیلا چنبیلی انار ۔ کھل گئیں کلیاں سب مل ساری رہی

چن چن گجرا پھولوں کا لائی۔ ڈال گلے بیچ ہی بامیں ۔ پھر تونے نبیہ ہٹائے دی رہے

اس باغ میں یاری کری محنت نبیہ ہٹائے دی رہی ۔ شیق واکی لاج نہیں ہے اس سے نبیہ ہٹائے دی

داورا

پاہی بالا کا پیارے جینا کٹھن ہے — پاہی بالا کا پیاری جینا کٹھن ہے

جیسے سورج [illegible] اوپر — کھاری کی دھار پیاری مرنا کٹھن ہے

جیسے چڑھی [illegible] اوپر — پٹ کے سنگ پیاری جرنا کٹھن ہے

پتیا بھی ہی ہے آپ تو اور دوسرے کیساتھ
الفت نگاہ جور و جلم کسپہ پڑ جائے

پڑ جائے نہ کبھی تجھے اب اس نشہ کیساتھ
دیکھوں گا رنگ رنگ میں اہل جفا کیساتھ

ملار

اب کے بلما ہمکو پہنا دو آسانی چوریاں رے

دیکھ موہے کاری گھٹا بدرا ۔ ڈرا سے سکھی ۃ برق کی ماری دیّا ۔ برج نہیں آئے آج کنہیا
ہمکو سے چکوا او دجنا ۔ ان مارو نہ کوئی ۃ بیچارے کرتار کیسے اور رین بسیرا ہو گئے
لاج کی ماری دیّا ۔ تڑکی بجلی پڑ گئیں بوندیاں ۔ بھیجی میں ساری دیّا ۃ گھونگھٹ چھوٹ گیا
چلی تو آری ۔ دیکھ موہے ڈرا گو دیّا ۔ پیوت سیّاں جام کی نندیا کرت بہنا جو ہو لی ۔
مالا جپ رہی ٹھاری مست وسے تلے دیّا ۃ ایک سکھی رہی بیت کری دو کھ ہو تی ۔

اب انار ہمارے بیت لگی اے دیّا

راگ سوہن

لیلا لیلا پکاروں میں بن میں
جسکی فرقت میں میں ہوں دیوانہ
ہائے کس جا چھپی میری پیاری
لیلا پیاری کی کچھ بھی خبر ہے
پاس اپنے بُلا لے خدارا
لیلی پیاری سے یوں جا کے کہنا
جبتک ہوگا نہ تیرا نظارا

لیلا پیاری بسی ہو رہے من میں
اوسکا ملتا نہیں کچھ ٹھکانا
میرے دل پر مصیبت ہے بھاری
جسکی فرقت میں درد جگر ہے
ورنہ بہتر ہے مرنا ہمارا
تیرا عاشق پھرے ہے دیوانا
شاید دم بھی نہ نکلے ہمارا

لیلی پیاری کو کس جا میں پاؤں
جنگل جنگل میں ڈھونڈتی جاؤں

ٹھمری

ٹھمری

راجہ تورا پنیا ہمسے نہ بھرا جاؤ ری
گگرا بھرا او بھی ہے گاگر سر بھاری
اونچی اٹریاں چندن کواڑیاں
نیچے پیچھوڑ ں گھڑا نہیں دو بے

راجہ تورا پنیا ہمسے نہ بھرا جائے ری
پتلی کمر بل کھائے جائے رے۔ راجہ
اوپر چڑھوں تو جیا گھبرائے ری۔ راجہ تورا
راجہ ہوری پتری کمر بل کھاوری۔ راجہ تورا

ٹھمری

تری زلفیں بلا ہیں رشک پری بل کہائے رہیں جیسے ناگنیاں

دانت تیرے موتی سے آب ٭ کھلتے ہیں ہیرے کی کنیاں ٭ ہونٹ بھی جیسے یاقوت ہیں ٭ ہیں لعل فدا صدقے چنیاں ٭ بھویں کیسے نین آنکھیں بھیوا ٭ پلکیں ہیں تیرے کی انیاں ٭ افسوس پیا اب صدقے اوسپر ٭ تن من سے ہو ٹنیاں ٭ تری زلفیں بلا ہیں

دادرا

غیروں سے کرو نہ اشارا صنم ٭ نہیں بات یہہ ہمکو گوارا صنم ٭ یہہ مانا کہ تم نہیں جانی ہو غیروں کو تو پاس بلاتی ہو ٭ نہیں ظلم اوٹھانے کا یارا صنم ٭ غیروں سے کرو نہ اشارا صنم گر شوق سے تمکو محبت ہے ٭ پھر اور و نپہ کیوں یہہ عنایت ہے ٭ ان باتوں سے ہمکو بھی نفرت ہے دل ہٹ گیا تمسے ہمارا صنم ٭ غیروں سے کرو نہ اشارا صنم ٭ نہیں بات یہہ ہمکو گوارا صنم

غزل ملار

الفت نگاہ جور و جفا ہے کمال کے ساتھ
پہنا و نگار رنگ لعل ہیں عشق بتاں کیساتھ
یہہ سخت ماجرا ہے کہ ایک بوسہ کی امید
نکلا نہ بنکے چاند وہ چندا چکور میں
تارے بھی چھپتے اب لگے ارے دیکھ کر اوسی

پڑنے لگے گا پانی ابھی کس مزے کے ساتھ
یا دخدا ہیں کس کی کروں دم لبوں کیساتھ
میرا تو رنگ لعل ہے لب آشنا کیساتھ
یا دل کا وسوسہ ہے نگاہ کی ظلم کیساتھ
پھٹکار ہو گیا کبھی شیطان پیا کے ساتھ

لالہ لوارے چکلے میں عجب مزہ رے	لالہ تورے چکلے میں عجب مزہ رے
سونے کی تھلیا میں بھوجن پروسہ پانچ پان پنج بیڑہ بنایو چُن چُن کلیاں سیج بچھائیں سونا لینے پی گئے سونا کر گئے دیس	لالہ تورے کھانے میں بڑا مزہ رے لالہ توری لالی نے مزہ دیا رے سیّاں تورے سونے نے مزہ دیا رے سونا لانہ پی ملے روپا ہو گئے کیس

لالہ تورے چکلے نے مزہ دیا رے

ٹھمری

جان میری زمانہ بُرا ہے	جان میری زمانہ بُرا ہے
سگری بیٹھے مینے کچھ نہیں کہنا سونے کا گڑوا گنگا جل پانی سونے کی تھلیا میں بھوجن پروسو چن چن کلیاں سیجوں بچھائیں سب کچھ لیلوں دوں نہ ایک بھی	سیس گندھاتی زمانہ بُرا ہے پینا بُرا ہے پلانا بُرا ہے کھانا بُرا ہے کھلانا بُرا ہے سونا بُرا ہے سُلانا بُرا ہے لینا بُرا ہے لوانا بُرا ہے

جان میری زمانہ بُرا ہے

ترانہ قوالی

اپنی سیّاں کی جوگن بھئی رے	اپنے سیّاں کی جوگن بھئی رے
جوگن بھئی بیراگن بھئی رے کان بیچ مندری گلے بیچ سیلی جھولی ڈار میں در در پھرتی بھجا وید سے لیتا نہ نا ہیں	اپنے سنوریا کی جوگن بھئی رے گھر گھر میں تو جگانی بھئی رے اپنے پیارے کی جوگن بھئی رے میں تو صورت پہ متوالی بھئی رے

اپنے صابر کی جوگن بھئی رے

راگ کھماج ترانہ

اس تن کی طپش کو بجھاے جائیو بالم	اس تن کی طپش کی بجھاے جائیو بالم
نینن میں واکی آگ لگت ہے	تھوڑا سا پانی پلاے جائیو بالم۔ اس تن
وحشت اوٹھے گی موئے کو پاسے	تھوڑی چھتیاں لگاے جائیو بالم۔ اس تن
ایک تو ستیاں میں بالی ہیں بھولی	دو جے واکی آگ بجھائے جائیو بالم۔ اس تن
چھوٹا قد واکی گوری چھتیاں	ذرا کمر سے کر لگائے جائیو بالم۔ اس تن
اس مکھڑے پہ لالی رچو ہے ؛	اس مکھ کی طپش کو بجھا جائیو بالم۔ اس تن
جن جن کلیاں سیجوں بچھائیں	ذرا سیجوں پہ مکو سلاے جائیو بالم۔ اس تن
سنی سیاں تاچرم کی۔ اس نگری رین سیج ڈھونڈا	ملاکو ئی بجھاے جائیو بالم۔ اس تن
اس ری محل میں کاگا بولے	زویں ہیں واجد علی شاہ پیا۔ اس تن
موکو سینے سے ابتو لگاے جائیو بالم	اس تن کی طپش کو بجھاے جائیو بالم۔ اس

کھروا

نیناکسمبی رنگ ہوگئے۔ کسمبی رنگ ہوگئے	نیناکسمبی رنگ ہوگئے۔ کسمبی رنگ ہوگئے
ایک تو میں بالی ہیں بالی۔ میں بھولی	دوجے ہوئی بدنام نیناکسمبی رنگ ہوگئے
گئی تھی میں پھلوا بینن پھلوا بینن کو	دوجے سیاں آئے اندر کسمبی رنگ ہوگئے
ایک تو میں پانوں ہو پتلی ہیں پانوں سے پتلی	سو لگیں ہیں ایک ساکسمبی رنگ ہوگئے
ایک تو تلنگوا تلنگوا کا پہرا ؛	دوجے تھا رو بیدار نیناکسمبی رنگ ہوگئے

دادرا کھروا

گنگا کی ریتی میں بنگلہ چھوا مورے بالم۔ آوے لہر جمنا کی ؛ بنگلہ چھوا یا مورے من بھایا
ایک چھوٹی سی کھڑکی لگا مورے بالم۔ آوے لہر جمنا کی ؛ بنگلہ چھوا یا مورے من بھایا
ایک چھوٹی سی بگیا لگا مورے بالم۔ آوے لہر جمنا کی ؛ گنگا کی ریتی میں بنگلہ چھوا مورے بالم

پٹ بھیروں

ہنسی والا سانورا نینوں میں سمایا	نینوں میں سمایا موری نینوں میں سمایا
جاد و بھر دو چتون ماں کے وارے	مکھ چندر دیکھ شرمایا نینوں میں سمایا
بال گھونگھر والے چھب واکی پیاری	نینوں نے بلما نینوں میں سمایا ہنسی والا
نا جانوں موہے کون کھٹکا ہے	علم پیا نے بھلایا۔ نینوں میں سمایا

ٹھمری دیس

پیا سے کوئی مجھ کا ملادے سکھی رے	مورا سندیس لیکے جائے سجال سنائے پیا سے
جب ہی اون کی سدھ موہے آوے	برہا ستاوے پران مورا جاوے پیا سے
ترس ہیں درشن کو انکھیاں	اوٹھی کر جوا میں پیر پیا میں نیر۔ پیا سے
علم پیا گھر نہ مورے آئے ری	کیا من مان سمائی موری سدھ بسرائی۔ پیا سے

ٹھمری لہماج

او برج لبیا یاری کے رہا روکو نہ موری ڈگر یارام

انترا۔ مائی باپ کے بڑے رے دولاری ہاتھی ہوں نہ چھوو رسیارام
جب سے پڑے ہیں برہا کی پالی دوئی نراوے گر یا رام

انترا۔ تیلا لگائے چھو لیلا لگائے۔ ناپر سالی کے ٹو پیارام
کارے کاری زلفن پہ مورا جیا لرجے تک تک مارے نجر یارام

انترا۔ ملان کے بستی بھرت ہیں ہمکو رکھائے دیو کھریارام
پاتر موری کر ہنیاں رے بالم کھینچے نہ آوے گر یارام

ٹیکہ پنجاب کا

محبوب جانی یاراں۔ محبوب جانی یاراں	لو پھول جانی لے لو۔ لو پھول جانی لے لو
مالن ہوں چنچل چھبیلی۔ مالن ہوں چنچل چھبیلی	چمپا ہے دیکھو اکیلی چمپا ہوں نامی یاراں

غزل قلق لکھنوی

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گا دل کا — بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

وہ ظلم کرتے ہیں ہم پر تو لوگ کہتے ہیں — خدا بتوں سے نہ ڈالے یہ معاملہ دل کا

وہ رند ہوں کہ مجھے سنگری سے بیعت ہے — ملا ہے گیسوئے جاناں سے سلسلہ دل کا

پھرا جو کوچۂ کاکل سے کوئی پوچھیں گے — سنا ہے لٹ گیا رستہ میں قافلہ دل کا

بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا — ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

ہزار فصل گل آئی جنون و جوش کہاں — گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا

خدا ہی خیر کرے آج رنگ بے ڈھب ہے — ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

خدا کے سامنے اپنا ہی لے قلق انصاف
بتوں سے حشر میں ہوگا معاملہ دل کا

غزل میر

آکے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد — نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامن گل روئیں گے مرغان چمن — باغ میں خاک اڑائے گی صبا میرے بعد

اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہے وہ مہندی لیکن — خون رلوائے گا اسے رنگ حنا میرے بعد

چاک رکھتا ہوں اسے غم سے گریبان کفن — کون کھولے گا ترے بند قبا میرے بعد

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنوں
شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

کیا عجب مرقد لیلیٰ سے جو نکلے یہ صدا
مرے مجنوں ترا کیا حال ہوا میرے بعد

بعد مرنے کے میری قبر پر آیا وہ میر
یاد آئی میرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد

غزل ذوق

آنکھیں میرے تلووں سے وہ ملجائے تو اچھا
ہے حسرت پا بوس نکل جائے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا

تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا

فرقت سے تری تار نفس سینے میں میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دوپہر
اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھلجائے تو اچھا

ڈھلجائے جو دن بھی تو اسیطرح کروں شام
اور پھر کہوں گر آج سے کل جائے تو اچھا

ہے قطع رہ عشق میں اے ذوق ادب شرط
جوں شمع تو اب سر ہی کے بل جائے تو اچھا

غزل ریاض

اگر دل ہو تو شاید اضطرابی سے ذرا ٹھہرے
جو ہو سیماب پہلو میں تو پھر کہئے کہ کیا ٹھہرے

یہ دعوے ہیں کہ ہر دم آئینہ سے جھگڑتے ہیں
فقط اس بات پر ہمسا نہ کوئی دوسرا ٹھہرے

فنا کیا اور بقا کیا جو سیکڑوں حال باطن ہیں
کبھی اس گھر میں آ ٹھہرے کبھی اس گھر میں جا ٹھہرے

سکر وحی ہمیں یہ ناتوانی کیا ہی کام آئے
کہ ہم راز نہفتہ بنکے اوسکے دل میں جا ٹھہرے

دکھائے جذب دل اپنا تو دشمن دوست ہو جائے
مزا ہے مدعی سے گر حصول مدعا ٹھہرے

لیا ہے دل تو دیدو ایک ہی بوسہ مجھے اپنا
تمہیں انصاف کرو وہی تمہیں پر فیصلہ ٹھہرے

نہ اٹھیں وقت بوسہ بادہ نوشی اے ریاض انہو

لب ساغر سے وہ دیں گالیاں تو کیا مزا ٹھیری

غزل تنہا

حرف سب بیٹ دیے مہر و وفا کے تمنے — کس سے سیکھے ہیں یہ انداز جفا کے تمنے

تم نہ آؤگے تو کیا موت بھی آنے کی نہیں — راستے روک دیے ہونگے قضا کے تمنے

انتظار آنکھوں سے ٹپکتا ہے نمک ریزی کا — زخم دیکھے بھی ہیں اپنے شہدا کے تمنے

گیسوؤں نے جسے کاٹا کبھی کھیلا ہی نہیں — ناگ پالے ہیں میری جان بلا کے تمنے

صاف چلنی کی طرح چھان دیا ہے دل کو — جس طرف تیر لگائے ہیں ادا کے تمنے

یا رسول عربی آپ پہ آنکھیں قربان — جلوہ دکھلا دیے ہیں نور خدا کے تمنے

نہیں ثابت قدمی ہیں کوئی تمنا تنہا
سیکھے بھلا دیے ہیں مہر و وفا کے تمنے

غزل شبیر

ساون میں بھی وعدہ کبھی پورا نہیں کرتے — باتوں میں ہیں جھٹلاتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے

کب دل سخن تلخ سے کھٹا نہیں کرتے — تم اپنی ترش روئی سے چوکا نہیں کرتے

عاشق کو جلاتے ہیں تب ہجر سے ناحق — دق کرتے ہیں بیمار کو اچھا نہیں کرتے

دل چوڑیوں میں ڈھونڈوں کہ چھلّوں میں تمہارے — ہاتھوں سے بتانے کا اشارا نہیں کرتے

گرمی میں جلانے کے لئے دیتے ہو چھینٹے — شیشا نہیں بھی دل میرا ٹھنڈا نہیں کرتے

کیوں پیتے ہو دانت مرے رونے پہ اے جان — یہ بات نہیں موتی ہیں گرجا نہیں کرتے

بھاری ہے بہت اونکی نزاکت کو نہایت — کب بوجھ سے گرتے کے وہ بچکا نہیں کرتے

برباد ہیں لیکن نہیں یاروں سے مکدر — گو خاک ہیں پر دل کبھی میلا نہیں کرتے

دل سے ہوں شبیر اپنے میں استاد کا عاشق
توقیر و رعایت میری کیا کیا نہیں کرتے

نہ ہمسے پیارے چھڑاؤ داماں دکھا کے باغ و بہار رضواں
کہ اب تو پیارے ہیں حور و غلماں جو تمکو پیارا بنا چکے ہیں

کہاں کی دوزخ بہشت کیسی کسے ہے امید و بیم اوسکی
بسا ہے خالی نظر میں جبکی ہم آنکھ اوس سے ملا چکے ہیں

نہ سوئے کعبہ جھکاتے ہیں سر نہ جاتے ہیں بتکدہ کو در پہ
اوسی کے ہیں ہم دیر و حرم برابر جو تمکو قبلہ بنا چکے ہیں

نہ بول سکتے ہیں کچھ زباں سے نہ ہوش آنکھوں کو ہے جسم و جاں کے
گذر گئے ہیں وہ ہم جہاں کے جو تیرے کوچے میں آ چکے ہیں

ہم اپنے سینے سے محبت مٹا دوں کیونکر نہ دل کی کلفت
ہے جسکا ہر تار تار الفت وہ مجھکو خرقہ پنہا چکے ہیں

عبث ہے واعظ تو سر پھرایا یہ بھید مطلق نہ جان پایا
کہ ہم میں اوس میں تنک تھا وہ ہٹایا سو اوسمیں آپ ہم سما چکے ہیں

رضا کی کوچے سے ہٹ نجانا بلا کی منزل میں گھر بنانا
کہ جسکو شاکر ہو زمانا وہ شکر تجھکو سکھا چکے ہیں

نہ سوئے دنیا نگاہ کرتے نہ خوف عقبیٰ سے کچھ ہیں ڈرتے
امانت کا وہ دم ہیں بھرتے جو تمکو دل میں بٹھا چکے ہیں

شناس ہے ہے دل کی مستی مٹا کے اپنا وجود ہستی
ہر ایک یار و طلب میں حق کی جو نام طالب رکھا چکے ہیں

جلالی راہ رضا پہ آؤ یہ اپنے آقا سے کہہ سناؤ
بھلا کرو یا برا ہوں اپنا تمہاری اب ہم کہا چکے ہیں

غزل قلاش

پھر وہ اب فصل بہاری کے ہیں آنیوالے
کہہ دو ہشیار رہیں دشت کے جانیوالے

صاف کہتے ہیں مری قبر پہ آنے والے
خاک ہوتے ہیں یوں ہی دل کے جلانیوالے

ہم وہ مجنوں نہیں آباد کریں دشت جنوں
خاک صحرا کی اوڑاتے ہیں اوڑانیوالے

سونے دیتے ہی نہیں ہمکو موذن شب وصل
موت کی نیند مریں ہمکو جگانے والے

یہ تم دیدہ و دانستہ ادہر تو دیکھو
غیر سے کون ہو تم آنکھ لڑانے والے

تم کی پروا کسی اعجاز کا شہرہ کیسا
مردہ ٹھوکر سے جلاتے ہیں جلانے والے

وہ جو بھڑکاتے ہوں غیروں کی عجب کیا قلاش
آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانیوالے

غزل داغ

اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا
یاد آتا ہی نہیں ہائے زمانا دل کا

تم بھی منہ چوم لو بیساختہ پیار آجائے
میں سناؤں کبھی دل سے جو فسانہ دل کا

پوری مہندی بھی لگانی نہیں آتی ابتک
کیونکر آیا تجھے غیروں سے لگانا دل کا

ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

مری آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے
اونکا جانا تھا الٰہی کہ یہ جانا دل کا

حور کی شکل ہو تم نور کے پتلے ہو تم
اور اوسپر تمہیں آتا ہے جلانا دل کا

چھوڑ کر اسکو تری بزم سے جاؤں کیونکر
اک جنازہ کا اوٹھانا ہے اوٹھانا دل کا

بعد مدت کے اسے داغ سمجھ میں آیا
وہی دانا ہے کہا جسنے نہ مانا دل کا

غزل امانت

خط سے حسن یار کی تصویر آدھی رہگئی
کھینچکے دلبر چاند سی تصویر آدھی رہگئی

قبر کے اوپر لگایا نیم کا اوسنے درخت
بعد مرنے کے مری توقیر آدھی رہگئی

طول دیکھو بال شانہ نے باندھی ساری رات
پر شب زلف بت بے پیر آدھی رہگئی

پھٹ گیا دل آج دست اندازی اغیار سے
ہاتھ میں میرے تری تصویر آدھی رہگئی

حال دل سارا نہ کہنے پایا شب کو یار سے
نیند اوسے آئی مری تقریر آدھی رہگئی

ہوگئی مجھکو چھری اوسکی نزاکت وقت ذبح
آکے لب پر یار کی تکبیر آدھی رہگئی

کب جا سے پھیرا مرے گھر کی طرف سے او واہ
راہ جب لے گردش تقدیر آدھی رہگئی

عشق کے آزار میں کھائی امانت جو دوا
جاتے جاتے حلق تک تاثیر آدھی رہگئی

غزل قدرت

خود نہیں آئے یہاں اے یار ترے کوچے میں
کھینچ لایا ہے دل زار ترے کوچے میں

کسف رمجمع عشاق ہے اللہ اللہ
گرم ہے مصر کا بازار ترے کوچے میں

کیا طریقت ہے بتاؤ تو یہ اے مشفق من
روز مر جاتے ہیں دو چار ترے کوچے میں

ابتو اک بار بھی آنے نہیں پاتے ظالم
پہلے ہم آتے تھے سو بار ترے کوچے میں

تونے جب روزن دیوار سے جھانکا مجھکو
ہو گیا جلوہ انوار ترے کوچے میں

گر تجھے قتل ہے منظور تو آ گھر سے نکل
ہم بھی مرنے کو ہیں تیار ترے کوچے میں

حشمت ہے مانع رفتار وگرنہ قدرت
آتی حسرت زدہ سو بار ترے کوچے میں

غزل نظام

جھکے بیٹھے ہوئے ارماں سے ہم دیکھتے ہیں
تم تو دیکھو نہیں کس شان سے ہم دیکھتے ہیں

دل نکلجاتا ہے بیساختہ اوس دم اپنا
در ہیں جسدم تجھے دالان سے ہم دیکھتے ہیں

کہتے ہیں ایک نہیں تو نہیں ہمپر مرتے
سیکڑوں جلتے ہوئے جان سے ہم دیکھتے ہیں

وہاں سے مایوس چلے تو ہیں نہ پوچھو پھر کچھ
پیچھے پھر پھر کے کہیں ارمان سے ہم دیکھتے ہیں

کیا گلہ آپ کا جو ہمکو دکھائے قسمت
آج کچھ اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہیں

کچھ رکا سا جو اوٹھیں دیکھتے ہیں محفل میں
منھ کو ایک ایک کے حیران سے ہم دیکھتے ہیں

اللہ اللہ رے اوہت تیری افزائش حسن
تجھکو ہر لحظہ نئی آن سے ہم دیکھتے ہیں

کہیں جانے کا ارادہ جو وہ کرتے ہیں نظام
ہائے اوس وقت کس ارمان سے ہم دیکھتے ہیں

غزل انشا

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اولٹا
کہ پڑا ہے آج خم میں قدم شراب اُلٹا

عجب اُلٹے ملک کے ہیں اجی آپ بھی کہ تمسے
کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب اُلٹا

چلی تھی حرم کو رہ میں ہوئی اک صنم کی عاشق
نہ ہوا ثواب حاصل یہ ملا عذاب اُلٹا

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

ہوئی دو عدست پہ جو جھوٹے تو نہیں ملاتے تیور
اے لو دیکھو کچھ تماشا یہ سنو حساب الٹا

کھڑے چپ ہو دیکھتے کیا میرے دل اجڑ گئے کو
وہ گنہ تو کہو جس سے یہ وہ عذاب الٹا

غزل اور قافیوں میں نہ کہے سو کیونکر انشا
کہ ہوا سے خود بخود آ ورق کتاب الٹا

چاربیت

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

مانا کہ یہ یکتا ہے انداز ہزاروں میں
سمجھا نہیں ملنے کا جانباز ہزاروں میں
ہر رنگ کے لائق ہے ممتاز ہزاروں میں
آنکھوں پہ بٹھایا ہے جس بزم میں جا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

اب دیکھوں ہوں زانو کو تکیہ تھا کبھی سر کا
تو غیرت لیلیٰ تھی مجنوں تھا میں اس در کا
آفت تھی قیامت تھی اک دم کو اگر سرکا
جل جاتے تھے غیرت سے دو چار جب آ بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

تیرا ہی تصور ہے گو تجھ سے جدا ہوں میں
تسلیم کا بندہ ہوں پابند رضا ہوں میں
خود موت کا خواہاں ہوں جہاں فنا ہوں میں
روشن ہے ترے دل پہ گو تجھ سے جدا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

بچپا کے اگر بارے آیا بھی تو کیا آیا
جب کھو کے مجھے پیارے پایا بھی تو کیا پایا
اور عذر نہ آنے کا لایا بھی تو کیا لایا
یہ دل نہیں رہنے کا جب دل کو لٹا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

مغرور نہ ہو ظالم صورت ہے یہ کے دن کی
سن لینا کوئی دن میں صحبت ہے یہ کے دن کی
نادان کی چاہت ہے دولت ہے یہ کو دن کی
کرتے ہیں وہ مسجد میں اب یاد خدا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اوٹھا بیٹھے

دور سے گلگوں ہو اور چاہ کا پیماں ہو — تو ساقیٔ مجلس ہو اور غیر کا مہماں ہو
اور موت کا اے پیارے مری جو وہ ساماں ہو — باتیں بھی ترے سے کرتے ہم دل سے جدا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اوٹھا بیٹھے

حامد ترے شیون سے مرغان چمن دق ہیں — کیا لطف غزل خوانی ارباب سخن دق ہیں
ہمسائے جو نالاں ہیں یاراں وطن دق ہیں — روتے ہیں تری جان کو سب اہل جفا بیٹھے

ظالم ترے ملنے سے ہم ہاتھ اوٹھا بیٹھے

غزل عالم

کب تک تری جدائی کے صدمہ اوٹھائے دل — ہر روز کی ستم کی کہاں تاب لائے دل
در در پھرا رہا ہے یہ آغاز عشق ہیں — آخر کو دیکھئے ہمیں کیا کیا دکھائے دل
ہنستے ہو مرے حال پہ کیا جانئے رحم ہے — اللہ اس طرح نہ کسیکا چھپائے دل
دیوانہ کوئی کہتا ہے وحشی کوئی ہمیں — سب کچھ سنینگے تجھ سے جو کچھ سنائے دل
آجائے گر وہ غیرت گل سیر باغ کو — سینے میں اس خوشی سے نہ پھولا سمائے دل

پوچھ آنکھ آپ نے عالم سے پھیر لی
خون جگر نہ آنکھوں سے کیونکر بہائے دل

غزل شہیدی

در پردہ ستم ہم پہ وہ کر جاتے ہیں کیسے — آکر کبھی گلا صاف مکر جاتے ہیں کیسے
آتے ہیں تو سو طرح کے حجت تھی شب وصل — دیکھنے پہ اب اوٹھ کے سحر جاتے ہیں کیسے
غصہ میں تیار نگ نکالے ہیں پری رو — جیوں جیوں یہ بگڑتے ہیں سنور جاتے ہیں کیسے
اوس صاحب عصمت کو بھی سوچ ہے ہر صبح — بیچ بیچ میرے بال بکھر جاتے ہیں کیسے
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے — دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے

وہ وقت تو آنے دو بتا دینگے شہیدی
بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہیں کیسے

غزل نظام

اسکا گلہ نہیں ہے نہ وعدہ وفا ہو
اتنا تو ہو کہ رشک تجھے غیر کا نہو

انداز اپنا دیکھتے ہیں آئینہ میں وہ
اور یہ بھی دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہو

دل کو تو دل سے راہ ہے سب کو سنتے ہیں وہ
منھ سے بھی نکلتا ہے ترا برا نہو

کروٹ بدلتے ہیں جو دوپٹہ سرک گیا
گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہو

اک لطف روز کے ہی سوال و جواب ہیں
ہم خود یہ چاہتے ہیں کہ وعدہ وفا نہو

بیتاب مجھکو دیکھ کے منھ پھیر کر کہا
اسکے تو درد دل کو الٰہی شفا نہو

کس کس طرح ستاتے ہیں یہ بیکلیں نظام
ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدا نہو

غزل وفا

آنکھیں ملوں تو کیسے ملوں پائے یار سے
پلکوں کے بال چبھتے ہیں تلووں میں خار سے

اچھی نہیں یہ آپ کی وعدہ خلافیاں
قول و قرار کر کے کسی بیقرار سے

لو آ چکے شہید محبت کے پھول بھی
فرصت ملی نہ یار کو اب تک سنگھار سے

جوبن لچک لچک کے دکھاتی ہے شاخ گل
ق
غنچے چٹک رہے ہیں نسیم بہار سے

قمری سے بحث ہے کبھی بلبل سے گفتگو
اڑتے ہیں وہ چمن میں اکیلے ہزار سے

فریاد کیا کریں بت کمسن کے سامنے
واقف نہیں جو درد دل بیقرار سے

اچھی گھڑی وہ آئے عیادت کو اے وفا
کھنچنے لگا جو دم کشش انتظار سے

غزل عرش

کوئی کیا منصف دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت
ترے بیمار غم کا ہاتھ پکڑے دم نکلتا ہے

امید فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو
کہ مری قبر سے منہ پھیر کر عالم نکلتا ہے

نکلتا فلک سے روتا ہوا گر نا آدمی ہوتا
رقیب اوسکے گلے سے کیوں خوشی خرم نکلتا ہے

کبھی اون گیسوؤں کے دشت شانہ کیا نکالیگا
کہیں یہ ٹیڑھ جاتی ہے کہیں یہ خم نکلتا ہے

وہ جیرا ذکر کیوں کرتے ہیں غیروں کی جلائی کو
اگر ڈھونڈو تو ایسا آدمی بھی کم نکلتا ہے

تلون اسقدر اے داغ پھر یہ صبر کا دعوی
گھڑی میں توبہ کرتے ہو گھڑی میں دم نکلتا ہے

غزل رند

ڈرک کرنی تجھے اے یار ملاقات نہ تھی
گنہ عشق کے مرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس میں جو مجھ میں نہیں
عاشقی حصہ میں اوسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

ایک کلمہ میں کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تیری بات نہ تھی

کیا سبب آپ کے تشریف نہ لانے کا ہوا
راستے بند نہ تھے شہر میں برسات نہ تھی

چار دن زیست میں جو چاہے سو کھلوا لے زند
پیش ازیں خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

غزل میر

شیخ جی کہکے گھر سے صاف برا کہتے ہیں
چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں

عشق کے شہر کی بھی رسم کسی کشتی میں ہم
درد جاتا جو ہوا اوسکو دوا کہتے ہیں

جی اگر زلف کے سودے میں گئے دوں تو نہ بول
پہلی قیمت کے تئیں مشک بہا کہتے ہیں

حسن تو ہے ہی کرو لطف زباں بھی پیدا
میر کو دیکھو کہ سب لوگ بھلا کہتے ہیں

غزل وفا

ترک الفت بھی ہی اور وصل کا اقرار بھی ہی / ملتے بھی جاتے ہیں اور ملنے سے انکار بھی ہی

آرزو میں تری مرتا ہوں کبھی جیتا ہوں / دل کا یہ حال ہی اچھا بھی ہی بیمار بھی ہی

اب بھی سب کچھ ہے محبت کے خریداروں کو / حسن یوسف بھی ہی اور مصر کا بازار بھی ہی

کان آہٹ پہ لگے آنکھ لگی ہے در پر / شوق گفتار بھی ہی حسرت دیدار بھی ہی

بدمزاجی کا وفا یار کی کیا حال لکھوں / ہاتا پائی بھی ہے جھگڑا بھی ہی تکرار بھی ہی

غزل اعجاز

تمہیں سے نہیں یہہ گلا ہو رہا ہی / زمانہ ہی اک بیوفا ہو رہا ہی

طبیعت کا طرفہ مزا ہو رہا ہی / ادہر میں ادہر وہ خفا ہو رہا ہی

میرا حال پوچھے تو قاصد یہ کہنا / کہ اب تو خدا ہی خدا ہو رہا ہی

بلا سے یہاں جان جائے کسیکی / اونہیں مشق جور و جفا ہو رہا ہی

بوقت ذبح جب میں تڑپا اونہوں نے / پھر ہنسکر کہا کیا مزا ہو رہا ہی

خبر دی تو یہہ ہمکو قاصد نے آکر / وہاں حال دشمن برا ہو رہا ہی

کریں کیا ستم کا گلا اونسے اعجاز / یہہ قسمت کا اپنی لکھا ہو رہا ہی

غزل منور

کھلی ہی اوس گل تر کی بہار آنکھوں میں / عجب ہی قدرت پروردگار آنکھوں میں

وہ میرے حال کو پوچھیں تو نامہ بر کہنا / فراق دل میں ہی اور انتظار آنکھوں میں

گلابی ہوگئے گویا کہ پھول نرگس کے / کھلا ہے نیند کا اوسکے خمار آنکھوں میں

وہ سرو قد گل رعنا مجھے نظر آتے / ابھی میں کھینچ لوں تصویر یار آنکھوں میں

تمہیں پہ دل ہے فدا اور تمہیں پہ جان فدا
تمہیں کو ڈھونڈھینگی آنکھیں ہزار آنکھوں میں

صنوبر اوسکے سوا کچھ نظر نہیں آتا
بسا ہے جلوہ پروردگار آنکھوں میں

غزل قدرت

خط نکل آیا مگر جان ہے قربان ہنوز
دل میں باقی ہیں وہی پہلے کے ارمان ہنوز

نزع کے وقت بھی بالیں سے سرک کر بیٹھے
بدگمانی ہے تمہیں ہے مجھے مری جان ہنوز

مر چکا ہوں ہوس جامہ دری ہے باقی
چھوٹتا ہی نہیں ہاتھوں سے گریبان ہنوز

سرمگیں آنکھوں کی مر کر بھی وہی حسرت ہے
خاک میں ملنے کے اس لیں ہیں ریان ہنوز

کسکے جلوہ کا اثر ہے ہیں مردن باقی
شکل تصویر مری آنکھیں ہیں حیران ہنوز

کیوں نہ سمجھوں خط مصحف خط رخسار کو میں
ان بتوں میں ہے خدائی کی وہی شان ہنوز

قافلہ چل بھی دیا ہائے ری قدرت غفلت
ہم یہاں کرتے ہیں بیٹھے ہوئے سامان ہنوز

غزل جوش

بلبل نے شاخ گل پہ نشیمن بنا لیا
تم نے بھی کوئے یار میں مسکن بنا لیا

وحشت جنوں نے پھاڑ کے وحشت میں پیرہن
دامن کو جیب جیب کو دامن بنا لیا

مستی لگا کے اوس گل رعنا نے پونچھ میں
غنچہ گلاب کا گل سوسن بنا لیا

تقدیر سنگ کے نرمی ہو سکتے ہیں حسین خموش
تو نے کسی کو اسے بت پرفن بنا لیا

سچ کہتے ہیں کہ نام محبت کا ہے برا
الفت جتا کے دوست کو دشمن بنا لیا

ہر لطف میں پہ جوش سے جولن ترانیاں
اندھا کچھ اوسکو اسے بت پرفن بنا لیا

غزل شہاب

کہتے ہو عشق کا انجام برا ہوتا ہے
یاں ذرا میں بھی سنوں کہیے تو کیا ہوتا ہے

درد دل سن کے مرا یار خفا ہوتا ہے
اے اثر تجھ پہ پڑے خاک یہ کیا ہوتا ہے

لو وہ گھبرانے لگے اپنی نزاکت سے بھی
ساتھ ہر دم کا اسی سے تو برا ہوتا ہے

طپش دل سے مجھے دن میں تو دے ہے تسکیں
شب غم آئی ہے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ہنس ہنس کے مرے گا وہ رلاتے ہیں مجھے
میرے جینے کا یہ سامان نیا ہوتا ہے

تم یہ کہتے ہو کہ اچھا نہیں ہوتا شکوہ
کیا مری جان جفا سے بھی برا ہوتا ہے

اٹھتے دم بیٹھنے لگے [illegible] کہیں سینہ میں تنہا
اب عیادت کو بھی وہ آئیں تو کیا ہوتا ہے

غزل شہیدی

جی چاہیگا جسکو اسے چاہا کرینگے
ہم عشق و ہوس کو کبھی رسوا نہ کرینگے

اے کاش چھٹیں عہد شکن سنکے جہاں میں
باز آئے وفاداری کا دعوی نہ کرینگے

وہ غیر کو اور غیر انہیں چاہے تو چاہے
بیفائدہ ہم چاہ کو رسوا نہ کرینگے

کالے کو کھلایا کرینگے ہاتھوں پر اپنے
چوٹی کسی کافر کی سنوارا نہ کرینگے

اس ضد سے کہ خود بینوں کی بینی کی ہے صورت
ہم غنچۂ نرگس کو بھی سونگھا نہ کرینگے

کہتے ہیں شہیدی کہ برا ہو نہ مری جاں
ہیں عاشق صادق کبھی ایسا نہ کرینگے

غزل سحر

بگڑا ہے کچھ ایسا وہ ستمگر نہیں ملتا
میں اوسکو جو ملتا ہوں تو تیور نہیں ملتا

ہوں جاں بلب اندوہ جدائی کے تعب سے
جی چھوٹ گیا ہے پہ وہ دلبر نہیں ملتا

بھیجوں کسی قاصد کی رسائی نہیں واں تک
[illegible] نہیں ملتا ہے کبوتر بھی نہیں ملتا

کیوں سوز نہاں دل کو جلاتا ہے ہمیشہ
وہ شوخ جو اغیار سے چھپ کر نہیں ملتا

انصاف طلب کس سے ہوں بتلا دے سحر تو
دنیا میں کوئی صاحب جوہر نہیں ملتا

غزل داغ

الٰہی کیا کریں ضبط محبت ہم تو مرتے ہیں
کہ نالے تیر بن بن کر کلیجے میں اوترتے ہیں

جفا پر جان دیتے ہیں ستم پر تیرے مرتے ہیں
یہ ناکام محبت سچ تو یہ ہی کام کرتے ہیں

کہیں کیا ہم پہ جو صدمے گذرتے ہیں گذرتی ہیں
لگا یا جس گھڑی دل اوس گھڑی کو یاد کرتے ہیں

تماشا ہے دیکھا ہی مرے دل کے تڑپنے کا
تماشا ہے کہ وہ اپنی نظر سے آپ ڈرتے ہیں

یہ قتل عام اوٹھی ہے قیامت کوے جاناں میں
اجل کہتی ہے بسم اللہ جہاں ہم پاو مرتے ہیں

تھی تجھ پہ کیا تھا ستمگر سے گلہ اپنا
جو یوں کٹ کٹ کے مرتے ہیں کہ کٹ کٹ کر گذرتے ہیں

گلی کوچوں میں تمنے اشتہار عشق پھیلاے
کہ اوڑا اوڑ کر مرے مکتوب کے پرزے بکھرتے ہیں

زباں ہے تیغ کیا بھی وعدہ تو نی تو یقیں کس کو
نگاہیں صاف کہتی ہیں کہ دیکھو یوں مکرتے ہیں

نہ پوچھو داغ ہم سے انتظار یار کی صورت
یہ آنکھیں جانتی ہیں خوب جو نقشے گذرتے ہیں

غزل عشرت

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لاوے گی اوسے گور غریباں تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچے میں بے توقیر پھرتی ہے

تیری تلوار کا منہ ہم سے پھر جاتے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

میں اوس لیلی کا دیوانہ ہوں اے دل جو کہ صحرا میں
بغل میں اپنے مجنوں کیلئے تصویر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اوٹھ گیا صحرا میں اے عشرت
بگولے کی طرح سے سونے زنجیر پھرتے ہیں

غزل شمیم

صورت کوئی بچ رہنے کی پائی نہیں جاتی
وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی

باقی اثر عشق سے ہے یہ سب فنا بھی
صرصر سے مرے خاک اڑائی نہیں جاتی

حالت مرے سینے کی جو روشن ہو کہے شمع
اتنی بھی زباں تجھ سے ہلائی نہیں جاتی

اے جان طرحدار ہزاروں ہیں جہاں میں
انداز و ادا تیری سی پائی نہیں جاتی

تدبیر ہر اک چیز کی آسان ہے اے شمیم
تقدیر جو بگڑی تو بنائی نہیں جاتی

غزل حمیدہ

دل کا کسی دلبر سے لگانا نہیں اچھا
ہر روز نئے پیچ اٹھانا نہیں اچھا

گلزار میں ہر وقت ہے صیاد کا کھٹکا
بلبل یہ ترا شور مچانا نہیں اچھا

در پردہ ریاکاری ہے کس سے الفت
سچ کہیو مری جان بہانا نہیں اچھا

خوں ہوئینگے عشاق کے گردن پہ تمہاری
تیغ نگہ ناز چلانا نہیں اچھا

بیجرم لئے جاتے ہیں لاکھوں کی جاں
مہندی کبھی پھر ہاتھوں میں لگانا نہیں اچھا

یاد آئے نہ ہم جو رہے ہم جان سے گذری
اس وجہ بھی عاشق کا ستانا نہیں اچھا

کر یاد خدا بیٹھ کے گوشہ میں حمیدا
یہ دل کو حسینوں سے لگانا نہیں اچھا

غزل مومن

ناوک انداز جدھر دیدۂ جاناں ہونگے
نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجاں ہونگے

تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجراں ہونگے

تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں
اور بن جائینگے تصویر جو حیراں ہونگے

ہم نکالینگے سن اے موج ہوا بل تیرے
اسکی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہونگے

ایک ہم ایسے ہوئے ہینگے پشیماں کہ بس
ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہونگے

صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہیں
چارہ فرماں بھی کبھی قیدی زنداں ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے

غزل داغ

حیف شرمندہ نہیں تو ستم آرا ہو کر
ہم پہ کرتا ہے ستم یار ہمارا ہو کر

کچھ تمنا ہی شہیدوں کو ترسے اے قاتل
کہ یونہیں قتل ہوں ہم زندہ دوبارا ہو کر

کل کچھ اقرار بھی تھا آج ہے بالکل انکار
مٹ گیا حیف ہے اتنا بھی سہارا ہو کر

دل کو جیسا رنج دیا تمنے پھر جائے گا
کیا ہمارا نہیں ہونے کا تمھارا ہو کر

غیر کے سر میں وہ کرتے ہیں جو کنگھی اپنی
رشک دل چیرتا ہے داغ کا آرا ہو کر

غزل قدرت علی صاحب قدرت

ذبح کرکے رک گیا کچھ دیر قاتل سامنے
خاک پر تڑپا کیا میں نیم بسمل سامنے

جو پسند آئے اٹھا لے دونوں ہیں طالب ترے
رکھ دئے ہیں میں نے اپنے دیدہ و دل سامنے

دیکھ او طالب اگر ہے تجھکو منظور نظر
جلوہ فرما کیا نہیں وہ زیب محفل سامنے

جو ہی مشتاق شہادت شوق سے جائے ادھر
دور تو کچھ بھی نہیں ہے کوئے قاتل سامنے

ایک بوسہ دے بھی دو تم حسن کی اپنے زکات
کتنی مدت سے کھڑا قدرت ہے سائل سامنے

غزل داغ

دوستی کا ہو زمانے میں بھروسا کس پر
تو بھی مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کس پر

امتحان نالہ دل کا تو دکھا دوں لیکن
پھر تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کس پر

یوں تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہیں
دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانہ کس پر

فتنہ پرداز و دغا باز و فسوں گر و عیار
ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر

مجھسے کہتے ہیں نکالینگے ہمیں کچھ تدبیر
صاف کہہ دو کہ دل آیا ہے تمہارا کس پر

لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا
کوئی سنتا بھی ہے کرتے ہو تقاضا کس پر

حور کے ناز و ادا تو فرشتے سمجھیں
خاک ہیں کھائینگے ہم آپ کا دھوکا کس پر

وہی قاتل وہی مخبر ہے وہی منصف ہے
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

اونکی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھدوں
دیکھئے گرتے ہیں پھر اہل تماشا کس پر

پوچھا ہے مسیحا کسنے ترے ساتھ سلوک
یہ ہوا عجب ہوا ہے ستم ایسا کس پر

دیدیا اوسکے مریضوں کو شفا نے بھی جواب
آپ بھولے ہوئے بیٹھے ہیں مسیحا کس پر

جانب چرخ اشارے سے بتایا اوسنے
جب کہا میں نے مرا صبر پڑے گا کس پر

دل چرایا ہے مرا آپ بھری محفل میں
اور کہتے ہیں کہ ہے شبہ تمہارا کس پر

داغ جاتے تو ہیں مقتل میں پر اول یہ ہے
دیکھئے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

غزل مشتری

کوچے میں جو عشاق بہت آئے ہوئے ہیں
وہ خوف سے بدنامی کے گھبرائے ہوئے ہیں

گیسو کا بھی بار اون سے اوٹھایا نہیں جاتا
چلنے میں جھکے جاتے ہیں بل کھائے ہوئے ہیں

کیا دیکھ لیا اوس چمن حسن کا جلوہ
گل خشک ہیں کملائے ہیں مرجھائے ہوئے ہیں

گالوں کے لیئے ہیں کسی مشتاق نے بوسے
بے وجہ نہیں پھول یہ کملائے ہوئے ہیں

ای مشتری ہم راہ وفا میں قدم اپنا
تھامے ہوئے روکے ہوئے ٹھہرائے ہوئے ہیں

غزل شرم

شہر برباد ہے اب خیر کے آثار نہیں
مجھکو امید ملاقات بھی زنہار نہیں

ہمنے دیکھا ہی ہزاروں ہی ستمگاروں کو
کوئی ثانی ترا اے شوخ ستمگاں نہیں

گاہ خوش کرتے ہو اور گاہ رولا دیتے ہو
وہ عنایت وہ مروت وہ ترا پیار نہیں

کیا کہیں حال اسیران محبت تجھسے
دام الفت میں کسیکی تو گرفتار نہیں

کام دل تری بر آئینگے نہیں ہے ای ستم
جز علی اور کوئی تیرا مددگار نہیں

غزل داغ

جس سے جاتیر ہوں وہ تدبیر جفا کونسی ہے
موت کی کوئی بتا دے تو دوا کونسی ہے

تجھکو مشکل دل بیتاب بتا کونسی ہے
ایسی چلتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہے

کوچہ یار سے دیتا ہے جو واعظ تفصیل
ایسی جنت میں نرالی وہ فضا کونسی ہے

گو برا ہوں مگر اچھا ہوں کہ چاہا تمکو
میری تقصیر ہے کیا میری خطا کونسی ہے

اُف بھی ہمنے نہ تیغ جفا اے ظالم
اس سے بڑھکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہے

کیا کہونگا جو کہا اوسنے کہ اچھا کہئے
بات اے داغ محبت کے سوا کونسی ہے

غزل مشتری

تجھکو ظالم مری پروا ہی نہیں
اسلئے دل بھی تجھے دیتا ہی نہیں

وصل کی شب ہی خدا خیر کرے
دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں

یوں تو ہنتی بھی دربار پہ بیٹھ
آج سنتے ہیں کہ رستا ہی نہیں

باغ کی سیر کریں کیا جاکر
دل ہمارا تو شگفتہ ہی نہیں

پیاس بسمل کے بجھی کیا قاتل
ابر شمشیر برستا ہی نہیں

ہمسے اوس گل سے نبھیگی کیونکر
بلبل دل تو چہکتا ہی نہیں

مشتری وصل کو اب کیا میں کہوں
بات مطلب کی وہ سنتا ہی نہیں

غزل زہرہ

حیلے سے نہیں وہ جو آنے کے قابل
تو ہم خوف سے کب ہیں جانے کے قابل

کرو خون سے میرے تم ہاتھ رنگیں
یہ مہندی ہے صاحب لگانے کے قابل

رہے عمر بھر قید کنج قفس میں
کہاں بال و پر ہیں ہلانے کے قابل

سکندر کو دی آبرو تم نے صاحب
ہوا آئینہ منہ دکھانے کے قابل

رقیب سیہ رو کو نامہ نہ لکھو
نہ حرف غلط ہے مٹانے کے قابل

لہو میں ہیں تر شرم سے دست مرجاں
نہیں تیرے پنجے ملانے کے قابل

مفصل کہوں ماجرا حاسدوں کا
جو ہوں جمع سارے زمانے کے قابل

نہ کہہ زہرہ اوس کی غزل پہ غزل تو
کہ سوزاں نہیں منہ لگانے کے قابل

غزل میر

وہ نہیں اب کہ فریبوں سے لگا لیتے ہیں
ہم جو دیکھیں ہیں تو آنکھ چھپا لیتے ہیں

صحبت آخر کو بگڑتی ہے سخن سازی میں
کیا ورا ناز بھی اک بات بنا لیتے ہیں

ہم فقیروں کو کچھ آزار نہیں دیتے ہو
یوں تو اس فرقے سے سب لوگ دعا لیتے ہیں

میر کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اوسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

غزل تسلیم

جو مرتا ہی جیتا ہے وہ دل یہی ہے
مٹانے بنانے کے قابل یہی ہے

تڑپتے جو دیکھا مجھے اوسنے پوچھا
مری تیغ ابرو کا بسمل یہی ہے

رہ عشق سے کون گذرا سلامت
مٹے جس میں صدہا وہ منزل یہی ہے

قدم جاں نثاروں کی اوٹھتی نہیں کیوں
مگر ای اجل کوسُنے قاتل یہی ہے

وہ نازک ہیں ہیں سخت جاں قتل ہیرا
یہی سب سے آساں ہے مشکل یہی ہے

گلہ کیا جو بے دین وملت ہو تسلیم
بتوں کی محبت کا حاصل یہی ہے

غزل شرف

منزل عشق کا حال آپ میں آلوں تو کہوں
دم ذرا لینے دے میں دلکو سنبھالوں تو کہوں

ساتھ سے سوتے کو ابھی کہہ نہیں سکتا اوسنے
پہلے تقدیر کو میں اپنی جگا لوں تو کہوں

پوچھتے کیا ہو حقیقت مری بیتابی کی
آؤ میں تمکو کلیجے سے لگا لوں تو کہوں

پوچھتے کیا ہو مری قبر تک آنے والو
ٹھیرو میں منہ سے کفن اپنے ہٹالوں تو کہوں

سرمگیں آنکھوں پہ دل اپنا پسا جاتا ہے
ای شرف نظروں میں میں انکی سمالوں تو کہوں

غزل داغ

غم آیا جو اوسے دیکھکے حالت میری
غم یہ کہتا ہے کہ اب دیکھیے فرحت میری

دوست کیوں عشق میں کرتے ہیں شکایت میری
مجھپہ کیا زور کسیکا ہے طبیعت میری

کون جانے گا ترا چاہنے والا مجھکو
حشر کے روز بدلجائے گی صورت میری

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعد فنا بھی مجھپر
بیٹھی جاتی ہے دبی جاتی ہے تربت میری

آؤ میدان میں گر غیر کی الفت ہے تمہیں
چھپکے کیوں سیکھتے ہو طرز محبت میری

پہلے تو برسوں نہ پلاؤں پہ پیوں ای زاہد
توبہ کرتی ہے بدلجاتی ہے نیت میری

موت آئی ہوئی ٹلجائے پہ آئی نہ رُکے
الاماں داغ قیامت ہے طبیعت میری

غزل ناسخ

کر گیا ہی مری آغوش کو جاناں خالی
اس ہی سینے کو بجا کہتے ہیں انساں خالی

باغ میں سنکے مرے زمزمہ پردازی کو
آشیاں کر گئی مرغان خوش الحان خالی

یہ لگی چاٹ مرے زخموں کو سیری ہی ہوئی
ہوگئے کتنے ہی قاتل کے نمکدان خالی

ایک چھوٹا تو ملی دوسرے کو قید حیات
کبھی ہوتا نہیں یہ حجانہ زنداں خالی

روحیں جنت کو گئیں جسم سوئے کوچہ یار
دفن ہوتے ہی ہوا گنج شہیدان خالی

ہوئی مرے سر شوریدہ پہ آفت نازل
آج لڑکوں کے نظر آتے ہیں داماں خالی

مرے آغوش سے تو صبح شب وصل چلا
رہ گیا ہالہ مرا اے مہ تاباں خالی

پھر غبار انکو ہی ناسخ نہ ملا ایک گھڑی
صورت شیشہ ساعت دل یاراں خالی

غزل تسلیم

بیکسی چھوڑتی دم بھر نہیں تربت میری
کیا نبھائی ہے بس مرگ رفاقت میری

سیکڑوں بار ہی اد س ٹبت ہرجائی کے
آخر آ ہی گئی کسی روز تو نوبت میری

کیا یہ سمجھے گی خلوت میں اکیلا پاکر
کچھ طبیعت تو تمہاری نہیں نیت میری

میں سمجھتا ہوں کہ دشوار ہے صحت لیکن
چارہ گر اپنے سے کر آگے ہی قسمت میری

یاد آتا ہی غنیمت ہے کسی طور سہی
قابل شکر ہی غیروں سے شکایت میری

جام کوثر کی توقع ہے کسی محشر میں
کہ مرے ساتھ ہے پھوٹی ہوئی قسمت میری

تم رقیبوں سے ملے پینے کیا اور حسیں
نہ گلہ کوئی تمہارا نہ شکایت میری

گل صد برگ محبت سے بنا یا تسلیم
ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر زرد ہی رنگت میری

غزل ذوق

وہ کونسا ہے جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا — پر میرا جگر دیکھ کہ میں اُف نہیں کرتا
کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے میں اوسکے — اور دم مرا جانے میں توقف نہیں کرتا
دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے — دنیا کی زر و مال پہ میں تف نہیں کرتا
پڑھتا نہیں خط غیر مرا واں کسی عنواں — جبتک کہ عبارت میں تصرف نہیں کرتا
کچھ اور گماں دل میں نہ گذرے ترے کافر — یا واسطے میں سورہ یوسف نہیں کرتا

اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا

غزل مشتری

دل سے اخلاص گھٹا لطف گھٹا پیار گھٹا — پر نہ وہ ناز ترا اے بت عیار گھٹا
بے وفائی سے تری اور وفاداری سے — دل کبھی بار بڑھا اور کبھی بار گھٹا
ڈھونڈو دشتی کو جو نکلا وہ عزیز عالم — نرخ حسن مہ کنعاں سر بازار گھٹا

مشتری ہجر کی شب اُٹھا ہے طوفان الم
تا سحر بھی نظر آتے ہیں شب تا گھٹا

غزل نظام

انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ — دیکھا جو مجھکو چھوڑ دیے مسکرا کے ہاتھ
بیساختہ نگاہیں جو آپس میں مل گئیں — کیا منہ پر اونہنے رکھ لیے آنکھیں چرا کے ہاتھ
یہ بھی نیا ستم ہے حنا تو لگائیں غیر — اور اوسکی داد چاہیں وہ مجھکو دکھا کے ہاتھ
قاصد ترے بیان سے دل ایسا ٹھہر گیا — گویا کسی نے رکھ دیا سینہ پہ آ کے ہاتھ
دیکھا جو روگ کا مجھے تو کس تپاک سے — گردن میں میری ڈال دیے آپ آ کے ہاتھ
کوچہ سے تیرے اوٹھیں تو پھر جائیں ہم کہاں — بیٹھے ہیں یہاں تو دونوں جہاں سے اوٹھا کے ہاتھ

دنیا وہ اوسکا ساغر مے یاد ہے نظام

منھ پھیر کر ادھر کو ادھر کو بڑھا کے ہاتھ

غزل تسلیم

درد رہ رہ کے جو اٹھتا دل بیمار میں ہے
آج وہ شوخ کہیں پہلوئے اغیار میں ہے

دو قدم بھی جو چلو گے تو قیامت ہوگی
فتنۂ حشر نہاں آپ کی رفتار میں ہے

دل مرا چھینکے پہلو سے نکل آویگا
گر یہی حسن طلب آپ کی سرکار میں ہے

آنکھ جو پڑتی ہے چہرہ پہ جھپک جاتی ہے
حسن کی برق چمکتی ترے رخسار میں ہے

نہ سہی وصل مگر لطف سے گالی بھی نہیں
روز اک تازہ مزا آپکے انکار میں ہے

پوچھتے کیا ہو پریشانی خاطر تسلیم
آپ کی جانے بلا کون کس افکار میں ہے

غزل انشا

کھٹکے ہے گا جو ادھر آپ کرم کرتے ہیں
وہیں اودھر جاتے ہیں پھر ادھر قدم کرتے ہیں

جی نہ گھبرائے کہیں تجھسے اسیواسطے ہیں
رفتہ رفتہ ترے ہم ملنے کو کم کرتے ہیں

گالیاں کھانے کو اوس شوخ سے ملتے ہیں یاں
کوئی کرتا نہیں جو کام سو ہم کرتے ہیں

ہیں طلبگار شب کے میاں جو اشخاص
وہ بھلا کب طلب دام و درم کرتے ہیں

نہیں مستی میں نہیں وہ یہ غلط ہے انشا
آنکھ جب موندتے ہیں سیر جہان کرتے ہیں

غزل [illegible]

دل کا کچھ کام نہ تجھسے بت پرفن نکلا
دوست سمجھے تھے جسے جان کا دشمن نکلا

جب تو آیا کہ مرا دم بت پرفن نکلا
نکلا ارمان تو لیکن نہیں مردن نکلا

خون عاشق کا ہی گلگونہ ترے عارض کے
قتل ہونے سے ہمارے ترا جوبن نکلا

چارہ گر چھیڑ نہ سکے مرے جگر کا ناسور
ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

کس ناز سے فرماتے ہیں وہ کھینچ کے شمشیر
جانبازی کا دعوی ہو جسے وہ ادہر آئے

کشتی کو تری کس نے دوبارہ کیا زندہ
کیا چرخ چہارم سے مسیحا اوتر آئے

موت آئی کفن آیا دیا غسل دوبارہ
کیا خوب ہی بیمار کی لینے خبر آئے

غزل شرف

غم نے گھلا دیا مجھے آزار کی طرح
مایوس زندگی سے ہوں بیمار کی طرح

بیتاب ہو کے اوسنے جو لپٹا تو یوں کہا
گھبرا نہ جا یہ پیار کرو پیار کی طرح

بیٹھے ہو دل جو مول تو لو گھڑکیاں نہ دو
سودا اگر چکا تو خریدار کی طرح

اسکے دل پتا تو کونا ہے عارض تجھے
ہر دم کراہتا ہے جو بیمار کی طرح

شب بھر ہم اپنے اوسنے کہانی کہا گئے
جاگا کئے وہ طالع بیدار کی طرح

او بیوفا بلالے شرف کو بھی بزم میں
باہر کھڑا ہوا ہے گنہگار کی طرح

غزل شہیدی

وصل کی شب ہو چکی رخصت قمر ہونے لگا
آفتاب صبح محشر جلوہ گر ہونے لگا

شام سے مردہ پڑا رکھا مسیحا نے مجھے
قم باذنی جب کہا وقت سحر ہونے لگا

ایک دو دم ہوں مسیحا اب دم آخر تو آ
جانب ملک عدم دم کا سفر ہونے لگا

بار صندل سے عرق آیا جبین ناز پر
بوئے زلف عنبریں سے درد سر ہونے لگا

پاس رہنے سے شہیدی کچھ نہ تھا دلکو خیال
دور رہنے سے محبت کا اثر ہونے لگا

غزل طالب

زمانہ تیرا ستایا ہوا ہے [illegible]
[illegible]

یہ اچھی حیا ہے یہ اچھا ہے پردہ — کہ چرچا ترا جا بجا ہو رہا ہے
نہیں ہے ہوشیاری کہ ناداں بن کر — ہمیں سے ہمارا گلا ہو رہا ہے
کسے یہ کہا شب وصل جھنجھلا کے کہنا — نہ چھیڑو مرا دل برا ہو رہا ہے
شب وصل وہ چٹکیاں لے کے بولے — کہو اب یہ کسکا کہا ہو رہا ہے
مجھی کو سناتے ہو دشمن کی باتیں — مجھی سے یہ کہنا یہ کیا ہو رہا ہے
پھبتی ہے جیسے مری بیقراری — کہیں اونکا وعدہ وفا ہو رہا ہے

ذرا کھول کر آنکھ دیکھو تو طالب
خدا کی خدائی میں کیا ہو رہا ہے

غزل آتش

زندگی بھر اسے جنوں میں کوئی جانا نہ رہا — شیخ کا کعبہ برہمن کا صنم خانہ رہا
اوٹھ گئی محفل سے شمع ہو گئی ظاہر سحر — سر پٹکتا خاک پر پھر ایک پروانہ رہا
متفق احوال دنیا سے یہی شام و سحر — شب کو آبادی سرا میں دن کو ویرانہ رہا
عشق کے کوچے میں آ کر یہ ملا ہے ذائقہ — خون پینے کے لیے اور درد و غم کھانا رہا
بوسے لیکر وہ ائیں وصل میں دیں یار کو — سلطنت میں بھی مزاج اپنا فقیرانہ رہا

رنج و راحت عیش و غم دنیا میں آتش کو ملا
دل ہمارا دم میں یکسر یہ دیوانہ رہا

غزل

یار کی کوئی خبر لاتا نہیں — دم لبوں پر سے نکل جاتا نہیں
اے طبیب مت کرو فکر دوا — یہ مرض ہے عشق کا جاتا نہیں
مت ستا ظالم دل رنجور کو — کیا تجھے خوف خدا آتا نہیں
تم بلا غیروں سے ہم ترسا کریں — یہ ستم ہم سے سہا جاتا نہیں